OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:5, Issue: 1, Jan -June 2024
DOI:10.51665/al-duhaa.005.01.0251, PP: 87-98

صحابیات کی جنگ میں شرکت اور دفاعی سرگرمیوں کا تاریخی جائزہ

Historical Review of the Participation and Defensive Activities of Female Companions in Battles

Published: 20-06-2024
Accepted: 10-06-2024
Received: 01-05-2024

Mushtaq ur Rehman
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Email: mushtaqurreman1984@gmail.com

Hassan Daoud
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Email: hassandaoud606@gmail.com

Abdul Wahid
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Email: abdulwahidislamiyat@gmail.com

Abstract

During the era of the Prophet Muhammad ﷺ just as men participated in jihad and battles, women also went to war. Generally, women would go to serve the warriors, but there were many instances where the need for jihad arose, and they actively participated in combat and defended themselves. There are numerous accounts of female companions (Sahabiyat) participating in battles with great bravery and performing jihad. In modern times, the participation of women in various fields and institutions cannot be overlooked. Their role is considered essential in sectors such as the military, police, intelligence, and many other similar institutions. Just as women's involvement is deemed necessary in these modern fields, it cannot be ignored in the context of jihad either. This research aims to clarify that the female companions took part in battles and expeditions, defending not only themselves but also their country and community.

Keywords: *Jihad, Sahabiyat, Participation.*

تمہید

آپ ﷺ کے عہد میں جیسے مرد جہاد اور جنگ میں شریک ہوتے تھے ایسے ہی خواتین بھی جنگ جایا کرتی تھیں، عام طور پر خواتین مجاہدین کی خدمت کے لئے جایا کرتی تھیں، لیکن کئی مرتبہ جہاد کی ضرورت پیش آئی تو جہاد بھی کیا اور اپنے دفاع بھی کیا ہے، صحابیات کے کئی واقعات ملتے ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ جنگ میں شریک ہوئیں اور بڑی دلیری کے ساتھ جہاد کیا، جیسے آج کل کے جدید محکموں میں اور جدید اداروں میں خواتین کی شرکت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ خواتین کے کردار کو اور شرکت کو لازمی سمجھتا جاتا ہے مثلا فوج کا ادارہ، پولیس کا ادارہ، جاسوسی کا نظام، غرض اس طرح کے دیگر تمام اداروں میں اس بات کو لازمی سمجھا گیا ہے تو میدان جہاد میں بھی عورت کی شرکت کو کیسے نظرانداز کیا جاسکتا ہے اس تحقیق میں اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ صحابیات کی جنگوں اور غزوات میں شرکت ہوئی ہے اور انہوں نے اپنا دفاع کیا ہے نہ صرف اپنا بلکہ ملک وملت کا دفاع کیا ہے۔

بنیادی سوالات:

اس تحقیق کے بنیادی سوالات یہ ہیں۔

جہاد اور دفاع کی اہمیت کیا ہے؟

عورت کی جہاد میں شرکت اور احکام؟

دفاع کی اہمیت اور حیثیت:

دفاع لغوی طور پر بچاؤ کے معنی میں آتا ہے لغوی طور پر اس کی مراد یہ ہوسکتی ہے کہ کسی شے کو کسی شخص کو کسی ملک اور کسی خطے کو خطرات سے بچانا اور محفوظ رکھنا اور اصطلاحی طور پر دفاع ایک ریاستی اصطلاح کے طور پر قانونی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ملک و قوم کو خطرات سے بچانے کے لیے جو عمل وجود میں لایا جائے اور جو اس کے لیے پالیسیاں اختیار کی جائیں اس کو دفاع کہا جاتا ہے یعنی ایک ملک قوم کے لیے مختلف قسم کے ایسے اقدامات جن کے ذریعے سے دشمنوں کے حملے سے یا کسی دوسری آفت اور حملے سے ملک و قوم کو بچایا جاسکے اس کو دفاع کہا جاتا ہے۔

قران کریم میں شخصی کا ذکر بھی ہوا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا(1)

اور قوم ملت کے دفاع کی بات بھی قران کریم میں ذکر ہوئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا- وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(2)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان ہے:

مَنْ قُتِلَ دُونَ مالِهِ فهو شَهيدٌ، ومَنْ قُتِلَ دُونَ دمِهِ فهو شهيدٌ، وَمَنْ قُتِل دُونَ دِينِهِ فَهو شهيدٌ، ومَنْ قُتِل دُونَ أَهْلِهِ فهو شهيدٌ(3)

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو جو اپنے جان ومال اور اپنی ناموس کا دفاع کرتے ہوئے مار دیا گیا اسے شہید قرار دیا۔
ان آیات اور روایات سے دفاع کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کی حیثیت معلوم ہوتی ہے کہ دفاع کتنا ضروری ہے۔
جب حضور ﷺ ہجرت کرکے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اور ایک نئی ریاست کا قیام وجود میں لایا جارہا تھا

تو رسول اللہ ﷺ نے جہاں حکومتی انتظام کو ضروری سمجھا اور اس کے لئے اقدامات کئے وہیں آپ ﷺ نے دفاعی پوزیشن کا بھی جائزہ لیا اور ایک مشترکہ دفاعی پالیسی جاری فرمائی کہ تمام قبائل کو جمع کیا اور ان سے ایک عہد لیا کہ اگر کوئی مدینی منورہ پر حملہ کرے تو ہم سب قبائل نے مل چاہے وہ مسلمان ہو یہودی ہو کوئی بھی سب مل کر اس کا دفاع کرنا ہے چنانچہ مدینہ کے دفاع اور تحفظ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے سارے قبائل کو جمع کیا اور ان پر دفاع کی ذمہ داری ڈالی جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ملک کا دفاع ملک کے تمام باشندگان کے ذمہ لازم ہے چاہے وہ جس بھی مذہب سے تعلق رکھے پھر مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام میں آپ ﷺ نے کئی جنگیں لڑیں لیکن ان میں تقریباً دو جنگیں ایسی تھیں کہ جن میں مدینہ منورہ کے دفاع اور تحفظ کی ضرورت پڑی جن میں یہودیوں نے غداری کی اور ان کے خلاف آپ ﷺ نے کاروائی کا حکم دیا ایک جنگ احد[4] اور دوسری جنگ احزاب، غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا اور رائے لی کچھ صحابہ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں ہی رہ یہ لڑائی لڑی جائے لیکن اکثر نوجوان صحابہ کی رائے یہ تھی کی مدینہ منورہ سے باہر جا کر یہ جنگ لڑی جائے اور انہوں نے اپنی رائے پر ضد اور اصرار بھی کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی رائے کے مطابق فیصلہ دے دیا اور مدینہ سے باہر جانے کی تیاری فرمائی تو ان صحابہ کو جب احساس ہوا ہم سے یہ غلطی ہو گئی تو انہوں نے دوبارہ آپ ﷺ سے کہا کہ آپ کی مرضی جہاں چاہیں حکم دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی حکم باہر جا کر یہ جنگ لڑی جائے گی اور مدینہ سے کچھ ہی دور احد پہاڑ کے دامن میں لڑائی لڑنے کا فیصلہ ہوا اس طرح آپ ﷺ نے دونوں جماعتوں کی رائے کا احترام کیا اور دوسری بات اسی موقع پر منافقین نے بھی اپنا نفاق دیکھایا اور یہ کہا کہ چونکہ ہماری رائے یہ تھی مدینہ منورہ میں یہ جنگ لڑی جائے ہماری بات نہیں مانی گئی اس لیے ہم اس لڑائی میں آپ کے ساتھ نہیں لڑیں گے اور اس طرح مسلمانوں کی ایک ہزار کی جمعیت سے تقریباً تین سو منافق الگ ہو گئے جو عین جنگ کے وقت ایک بہت بڑی غداری تھی اور صحابہ کرام کی خواہش ہونے باوجود بھی رسول اللہ ﷺ نے ان منافقوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی اور دفاع ایک اصول سمجھایا کہ جب باہر کے دشمنوں کے خلاف لڑائی اور جنگ کا ماحول ہو تو اپنا داخلی اختلاف چھوڑ دینا ضروری ہوتا ہے یہی حکمت عملی رسول اللہ ﷺ نے اپنائی اور قرآن کریم نے اس کی حمایت کی اور مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فمالکم فی المنافقین فئتین[5] والی آیت نازل فرمائی۔

اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا دوسرا موقع جنگ احزاب کا تھا جس میں جن دشمن مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ مشورہ لیا ور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے پر فیصلہ دیا اور ایک دفاع کا ایک طریقہ جو عام طور پر عربوں میں رائج نہیں تھا وہ نافذ کیا جو خندق کھودنے کا تھا آپ ﷺ اور صحابہ نے مدینے کے ارد گرد خندق کھودی اور دشمنوں کو مدینہ منورہ پہنچنے سے روکا[6]۔اس یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کا کیا ذوق اور شوق تھا کہ اپنے وطن قوم وملک کر دفاع کے لئے کوئی بھی طریقہ چاہے وہ جس کسی بھی ہو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

دفاع کے مختلف دائرے

جغرافیائی دفاع

پہلا دائرہ سرحدوں کا دفاع ہے جسے جغرافیائی دفاع کہا جاتا ہے۔ کسی ملک کی سرحدوں کو جو خطرات درپیش چلے آ رہے ہیں اور جو خطرات آئندہ ہو سکتے ہیں ہمیں ان سے باخبر ہونا چاہیے۔ جس کے لئے ایک فوج کا انتظام کیا جاتا ہے۔

تہذیبی دفاع

دوسرا دائرہ تہذیب کا دفاع ہے، کہ کسی بھی ملک کے تہذیب اور ثقافت کا کیا ہوتی ہے اور اس سے باخبر رہنا اور اس کا دفاع کرنا۔

قومی خود مختاری کا دفاع

تیسرا دائرہ قومی خود مختاری کا دفاع ہے کہ کسی بھی ملک میں آباد قوم اپنے قومی فیصلوں میں خود مختار ہے اسے کوئی اپنے قومی فیصلوں میں کوئی خطرات نہیں ہیں اور کسی کی دخل اندازہ نہیں ہے۔

نظریاتی دفاع

چوتھا دائرہ نظرے کا دفاع ہے کہ جس نظریے اور مقصد کے لیے ملک کو وجود میں لایا گیا اس مقصد کو بچا کر رکھنا اور اس کا دفاع کرنا۔

اسلام کا تصور جہاد

جہاد لغت کے اعتبار سے محنت اور کوشش اور مختلف قسم کی جدو جہد کا نام ہے جہد یجہد محنت اور کوشش کرنے کو کہا جاتا ہے [7]، شرعی اعتبار سے جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ دین اسلام کے تحفظ اور دفاع، ترویج واشاعت اور مذہب اسلام کے لئے کی جانے والی مختلف قسم کی کوششوں کو جبکہ اس محنت کو کرنے والا ایک صحیح العقیدہ مسلمان ہو اور اپنی نفسانی خواہشات پر مکمل کنڑول رکھنے والا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی فکر کرنے والا ہو اسے جہاد کہا جائے گا [8]۔

آج کل کے زمانے کے اعتبار سے جبکہ جہاد کی مختلف اقسام اور جہات کو مد نظر رکھیں اور ان معروضی حالات کے پیش نظر جہاد کی تعریف یہ جاسکتی ہے کہ :

> "مذہب اسلام کی ترویج واشاعت، اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اللہ جل جلالہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جس طرح بھی کوشش وسعی کی جائے چاہے وہ جانی ہوں یا مالی ہوں یا زبانی ہوں یا اپنی استعداد اور صلاحیت کے اعتبار سے ہوں ان سب کوششوں کو جہاد کہا جاتا ہے۔"

پھر عام طور پر جہاد کو لڑائی جنگ کے معنی میں لیا گیا جو کہ جہاد کے لفظ کے مفہوم میں انتہائی تنگی ہے، جہاد میں دین کی اشاعت اور سربلندی کے لیے جس طرح کی بھی کوشش اور محنت کی جائے وہ داخل ہے صرف ایک معنی مراد لے لینا یہ جہاد کے مفہوم میں کمی ہے۔ اس کے باوجود قرآ کریم میں کئی مقامات میں اللہ تعالی نے جہاد کو اسی معنی میں استعمال کیا یعنی جہاد کو لڑائی اور جنگ اور قتال میں استعمال کیا ہے [9] جہاد اور قتال دو اصطلاحیں قرآن کریم میں استعمال ہوئیں ہیں اور دونوں ایک باریک فرق ہے [10] کہ جہاد عام مطلق ہے کہ دین کی ہر کوشش و محنت کو کہا جاتا ہے جبکہ قتال خاص مطلق ہے کہ کفار کے خلاف میدان میں بر سر پیکار ہونے اور ان کے خلاف لڑائی اور جنگ کو قتال کہا جاتا ہے لہٰذا جہاد میں قتال داخل ہے اور قتال جہاد کے مفہوم کا ایک حصہ ہے سینکڑوں قرآنی آیات اور ہزاروں فرمان نبوی میں یہ تذکرہ موجود ہے اور اسی طرح جہاد اور قتال کے احکامات پر کئی مقامات پے روشنی ڈالی گئی ہے اور جہاد کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

جیسے حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے بہترین ہجرت کون سی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہترین ہجرت جہاد ہے صحابی نے پھر سوال کیا کہ جہاد کیا ہے تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جہاد یہ ہے کہ تم مقابلے کے وقت میں کفار کے ساتھ ڈٹ جاؤاور خیانت نہ کرو اور بزدلی نہ دکھاؤ چنانچہ قران کریم میں جہاد کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جہد کے مادہ سے اور قتال کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جہاں جہاں قتال کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ تو خاص ہے صرف اور صرف کافروں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے البتہ جہاں جہاد کا لفظ ایا ہے اس سے دین کی ساری کی ساری کاوشیں اور محنت مراد ہو سکتی ہیں۔

جہاد کا مقصد

رسول اللہ ﷺ نے جہاد کو مقرر فرمانے کی غرض اور مقصد اللہ تعالی کے دین سربلندی قرار دیا ہے کہ اعلاء کلمتہ اللہ ہو جس مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے معاشرے اور ریاست میں اپنی خواہشات کو اور اپنی عقل کو اپنے ظن وگمان کے مطابق نہ چلے بلکہ اسلامی تعلیمات اور وحی الہی کے مطابق ہونا چاہیے یقینا اللہ کے دین کی سربلندی قرآن کریم فرامین نبوی اور آسمانی تعلیمات ہی کے ذریعے ممکن ہے اسی مشن کے لئے اللہ تعالی نے انبیاء کو مبعوث فرمایا کہ وہ ریاست اور معاشرے میں اللہ کی ہدایات کو اللہ تعالی کے بندوں تک پہنچائیں اور دین کو عالی شان رکھیں اسی امام الانبیاء ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ :

"الجہاد ماض الی یوم القیامۃ [11] "۔

اگر موازنہ کیا جائے تو اس جدید زمانے میں اسلامی تعلیمات میں جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ :

تمام انسانوں کو نفسانی خواہشات کی پیروی اور اپنی عقل کی غلامی سے نکال کے ایک اللہ جل جلالہ اور آسمانی تعلیمات کا پیروکار بنانا اور اس کے لیے عملا محنت و کوشش کرنا۔

بنی نوع انسان میں سے ہر ہر فرد تک آسمانی تعلیمات قرآن وسنت اور اسلام کی دعوت کو پہنچانے کا اہتمام کرنا اور ہر طبقہ کے ذہنی سطح کے مطابق مذہب اسلام کا مقصد سمجھانے کی کوشش کرنا۔

مسلمان قوم کو فکری، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور عسکری طور پر قوت اور استعداد فراہم کرنے اور جدید ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنے میں وسائل مہیا کرنا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اور مذہب اسلام کی صحیح تعلیمات کی روشنی میں مسلمان قوم وملت کی صحیح اخلاق اور کردار کی ترقی کے لئے محنت اور کوشش کرنا اور صحیح اسلامی تعلیم کے لئے عمدہ اور منظّم نظام وجود میں لانا۔

کہیں مسلمانوں پر ظلم وستم ہو تو ان کو دشمنوں سے نجات دلانے کے لئے اور ان کے اسلامی اسٹیٹس کو بحال رکھنے کے لئے اور ان مظلوموں کے علاقے کو دشمنوں سے چھڑانے کے لئے کوشش اور سعی کرنا۔

خلافت اسلامیہ کے قیام کے کوششیں کرنا اور اس کے مسلمان ممالک کو اسلامی اور قرآنی حکامات اور حدود نافذ کرنے کے لئے تیار کرنا اور اسلامی نظام کے لئے راہیں ہموار کرنا۔

صحیح معنی میں مجاہدین اسلام کو جو جذبہ دین وشہادت اور جذبہ غیرت کے تحت دین اسلام کی حق میں اسلحہ اور ہتھیار اٹھائے ہوئے میدان جہاد میں موجود ہیں ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کو عالمی قوتوں کے حوالے ہونے اور ان کی جمعیت کے کم ہونے کو بچانا اور ان کے لئے دن رات گڑگڑا کر دعائیں کرنا اور ان کی کمزوریوں کی صحیح انداز میں تصحیح کرنا اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنا اور امت کی جانب سے عظیم فریضہ سرانجام دینے پر اس جماعت کا ساتھ دینا اور ان کی حمایت کرنا۔

جہاد کے بارے میں اسلامی تعلیمات قرآنی ارشادات نبوی فرامیں کی اشاعت کرنا اور مغرب اور عالمی قوتوں کی جانب سے

ہونے والا اشکالات اور اعتراضآت کو مسترد کرنا اور دلیل اور منطق کی اور عقل کی روشنی میں ان کے جوابات دینا اور دنیا بھر میں اسلامی تعلیمات اور جہاد کے مقاصد کو بیان کرنا لوگوں کو آگاہی دینا۔

عقل وخواہشات کا ایک ایسا دور دورا ہے کہ ہر طرف عقلی باتیں عقلی استدلالات اور نفسانی خواہشات کے پیروکار ہی نظر آرہے ہیں اور نقلی ارشادات وحی اور انبیاء کی تعلیمات کا نام تک نہیں لیا جاسکتا ہے اور آج جبکہ عقل وخواہش خود کو حاکم اعلی سمجھ رہی ہیں اور اللہ کی حاکمت کا بالکل انکار کیا جارہا ہے اور انبیاء کی تعلیمات سے رہبری لینے بجائے وحی اور نبوی تعلیمات کو مٹانے کی کوششیں ہورہی ہیں ان حالات میں دین اسلام کی سربلندی اور اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کرنا یقینی طور پر انگاروں پر چلنے کے مانند ہے اور سلگتے انگاروں کو ہتھیلی پر رکھنے کی طرح ہے لیکن آپ ﷺ کی تعلیمات اور سیرت سے یہی سبق ملتا ہے کہ انحالات میں بھی اعلاء کلمتہ اللہ کی فضا کو عام کرنا تمام انسانیت کی صحیح رہنمائی کرنا امت کا لازمی حصہ ہے اس کے کوشش وسعی کرنا۔

اور مسلمان دنیا کے جس کونے میں بھی ہوں ان کی جان ومال وعزت کو تحفظ دینا اور اس کے ہمیشہ میدان عمل میں رہنا خصوصا جہاں صدیوں سے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہوں اور مسلمان مرد وعورت کا ایمان خطرے میں اور ناموس داؤ پر لگ رہی ہو ایسے مسلمانوں کی مدد کرن ااور ان کے ساتھ کھڑے ہونا اور انہیں ان کا قومی تشخص دینا اور انہیں ان علاقائی خود مختاری دینا۔

اور ظلم وستم سے تنگ مسلمان اپنے ایمان اور جان ومال وعزت کی خاطر اگر مہاجر بنیں تو ان کی مدد ونصرت کرنا اور ان مہاجرین کے لئے انصار مدینہ جسا کردار ادا کرنا۔

جنگ میں خواتین کا کردار اور شرکت

ام حکیم بن حارث

حضرت ام حکیم رضی اللہ تعالی عنہ قریش کے خاندان بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں ان کے والد حارث ابو جہل کے بھائی حقیقی بھائی تھے اس اعتبار سے یہ ابو جہل کی بھتیجی ہوئی اور چونکہ ان کی شادی حضرت کرام سے ہوئی تھی اس اعتبار سے یہ یہ ابو جہل کی بہو ہوئی ان کی والدہ فاطمہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کی حقیقی بہن تھی اس اعتبار سے یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کی بھانجی ہوئی حضرت ام حکیم رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور والدہ کا نام فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں [12]۔

فتح مکہ کے موقع پر یہ مسلمان ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ان کے استقبال فرمایا اور کرن کے شوہر حضرت اکرمہ کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ام حکیم کہنے لگی کہ ان کا شوہر یمن کی جانب بھاگ کر چلا گیا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا ان میں حضرت اکرام کا نام بھی شامل تھا تو اس وجہ سے اپنی جان بچانے کی خاطر وہ مکہ مکرمہ سے یمن کی جانب چلا گیا،اس پہلی ملاقات کے موقع پر حضرت ام حکیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے ڈرتے اپنے شوہر کے لیے امان اور امن طلب کیا کہ اگر میں اپنے شوہر کو اپ کی خدمت میں لے اؤں تو کیا اسے اپ امن دیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب اور ان کے بچوں کی جانب دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کے اثرات ظاہر ہوئے تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

کہ تمہارے شوہر اکرمہ بن ابو جہل کو امان دی اس طرح حضرت ام حکیم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے شوہر کو جہنم سے بچایا اور حضور صلی اللہ بالاخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کو لے کر ائیں اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے انہی کو حضور علیہ السلام نے خطاب فرماتے ہوئے یہ فرمایا تھا مرحبا المہاجر یعنی اے حاضر مسافر تجھے خوش امدید حضرت اکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ اسلام لانے کے بعد ساری کی ساری اپنی محنت ساری کی ساری زندگی جہاد میں گزاری اور کئی محاذوں پر شام اور روم کے کئی محاذوں پر میاں بیوی دونوں جہاد میں مصروف رہے مشہور واقعہ جو جنگ یرموک میں پیش ایا کہ حضرت اکرم رضی اللہ تعالی عنہ شدید زخمی تھے اور انہی زخموں کی حالت میں ان کے پاس ایک ساقی پانی پلانے والا ایا تو جیسے ہی ان کے منہ کے ساتھ پانی لگایا تو قریب سے ایک اور زخمی حضرت حارث رضی اللہ تعالی عنہ نے اواز دی تو حضرت اکرم نے پانی چھوڑ دیا اور کہا کہ حارث کو پانی پلا دے چنانچہ اس وقت ساقی وہاں پہنچا اور ان کو پانی پلانے لگا تو قریب سے ایک اور اواز زخمی کی اواز ائی حضرت عیاش رضی اللہ تعالی عنہ کی چنانچہ انہوں نے بھی پانی نہیں پیا اور عیاش کی جانب بھیجنے کا کہا جیسے ہی ساقی عیاش کے پاس پہنچے تو ان کا وصال ہو چکا تھا جیسے واپس حارث کے پاس ائیں تو وہ بھی دم توڑ چکے تھے اور جیسے ہی ان سے ہٹ کر حضرت اکرمہ کے پاس ائے تو وہ بھی شہادت نوش فرما چکے تھے تو یہ ان کی شہادت کا اور ایثار کا اور قربانی کا ایک مشہور واقعہ ہے حضرت ام حکیم رضی اللہ تعالی عنہ اپنے شوہر سے بے حد محبت کرتی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے شہادت کے بعد انہوں نے حضرت خالد بن سعید سے شادی فرمائی جو مشہور صحابہ میں میں سے تھے نکاح کے وقت اور شادی کے وقت رومیوں کے ساتھ جنگ کا مسلسل خطرہ تھا اسی دوران لڑائی کے دوران ہی ان کا نکاح ہوا اور دوسرے دن ولیمے کی دعوت ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ رومیوں کی جانب سے حملہ ہوا اور سارے کے سارے مجاہدین نے صحابہ نے لڑائی لڑی اس موقع پر حضرت ام حکیم رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اپنے عروسی اور شادی کے لباس میں جنگ لڑی اور رومیوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور انتہائی بہادری کے ساتھ ایک عجیب منظر تھا کہ ایک دلہن اپنے شادی کے لباس میں کافروں پر شجاعت اور بہادری کے ساتھ حملہ کرتی ہوئی رومیوں کو جہنم بھیج رہی تھی[13]۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی والدہ تھی ام سلیم سلمہ بنت زید کی جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کی والدہ تھیں ان کی پوتی تھیں اسی اعتبار سے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور محرم کہا جاتا تھا ام سلیم کا نکاح مالک بن نظر سے ہوا ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہ مسلمان ہو چکی تھی لیکن ان کے شوہر مسلمان نہیں تھے کافی اصرار کے باوجود میاں بیوی کے درمیان کافی تلخی پیدا ہو گئی بالاخر ان کے شوہر اس کشیدگی کے بعد ناراض ہو کر ملک شام چلے گئے اور وہیں ان کے انتقال ہو گیا اس کے بعد حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ سے شادی فرمائی[14]۔

انتہائی سمجھدار خاتون تھی جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے مختلف اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا گیا حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہ اس وقت اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کو لے کر حضور کی خدمت میں ائیں اور کہا کہ یہ اج کے بعد اپ کی خدمت میں ہو گا چھوٹے بچے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت ام سلم سمجھتی تھیں کہ جس طرح اس کی پرورش حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کر سکتے ہیں کوئی بھی نہیں کر سکتا

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال رہے اور حضور کی خدمت فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش فرمائی اور ان کی تربیت فرمائی ان کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے گھر ارام فرماتے اور کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں بغیر اجازت کے بھی تشریف لے جاتے اور دوپہر کے وقت جا کر ارام فرماتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک واقعہ اتا ہے کہ ایک موقع پر حضور علیہ السلام ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے بستر پر جا کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارام فرمایا تو جب یہ تشریف لائیں تو انھوں نے دیکھا کہ حضور ان کے بستر پر ہیں اور اپ علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم سے گرمی کی وجہ سے پسینہ نکل رہا ہے جو ایک چمڑے پر جمع ہو رہا تھا تو انھوں نے وہ ایک بوتل دی اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پسینہ ڈالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو کہنے لگی کہ تا کہ اس سے برکت حاصل کروں[15]۔

غزوات میں شریک ہوتی تھی اور زخمیوں کو پانی پلانا ان کی مرہم پٹی کرنا حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ خدمات ہوتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر ایک درخت کے ساتھ لٹکے ہوئے مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پی لیا تو فورا اٹھیں اور جا کر جس جگہ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے منہ لگا کر پانی پیا تھا مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ دیا حضور نے پوچھا ایسا کیوں کیا تو کہنے لگی کہ اپ کے بعد کوئی اور یہاں منہ نہ لگائے اس لیے میں نے اس کو کاٹ دیا[16]۔

حضرت ام عمارہ

اُم ُعمارہ کنیت، نام نسیبہ ہے قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں، حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہا شروع شروع میں ایمان لانے والی انصاریہ خاتون تھی تیسری مرتبہ جو لوگ مدینہ سے بیعت کرنے کے لیے آئے تھے ان میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی شریک تھی گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کرنے سے پہلے ہی وہ مسلمان ہو چکی تھی مدنی دور میں کئی غزوات میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہ شریک ہوئی بالخصوص غزوہ احد میں غزوہ خیبر میں عمرۃ القضاء میں غزوہ حنین میں جنگ یمامہ میں اور صلح حدیبیہ میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہ شریک ہوئیں غزوہ احد کا واقعہ خود سناتی ہیں کہ میں پانی پلانے کے لیے اور زخمیوں کی پٹی کرنے کے لیے جارہی تھی تو غزوہ احد کے موقع پر کافروں کا مسلمانوں پر غلبہ دیکھا تو میں نے تلوار سنبھالی اور کافروں کی جانب بڑھ گئی اس دوران حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہا ساتھ ساتھ زخمیوں کی کا علاج بھی کر رہی تھی اور کافروں کے ساتھ مقابلہ بھی کر رہی تھی بغیر ڈھال کے کئی کافروں کا مقابلہ کیا بالاخر جنگ کے دوران کو ایک ڈھال ملی اور اس ڈھال سے پھر کافروں کا مقابلہ کرتی رہیں کئی زخم اس غزوے میں ان کو پہنچے ایک زخم ان کے کندھے پر آیا جو سخت گہرا زخم تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس موقع پر حمرآء الاسد کے لیے آواز لگائی تو حضرت ام عمارہ کھڑی ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم کی وجہ سے ان کو اس غزوے میں جانے کی اجازت نہیں دی اسی موقع پر ایک کافر جارہا تھا تو حضور نے فرمایا ام عمارہ سے فرمایا کہ اس نے آپ کے بیٹے کو شہید کیا ہے چنانچہ ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہ فورا اس جانب بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا کئی سوار کافروں کے سواریوں اور گھوڑوں کے ٹانگوں کو کاٹ کر ان کو گرا دیتی تھی اور جنگ میں دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدد کے لیے ان کے بیٹے عبداللہ کو بھیجا وہ خود بھی زخمی حالت میں تھے اسی دوران والدہ نے اپنے بیٹے کی مرہم پٹی بھی کی اس طرح حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہ دیگر کے غزوات میں شریک ہوئیں

اور بڑی بہادری کے ساتھ لڑیں، غزوہ احد کے موقع پر ان کی عمر 43 سال تھی اور یمامہ میں جنگ یمامہ میں بھی شریک ہوئیں اس وقت ان کی عمر تقریبا 52 برس تھی۔

حضرت جویریہ

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی تھی اور سن پانچ ہجری میں غزوہ بنو المصطلق میں جب مسلمانوں کو جب فتح ہوئی اور اس موقع پر اس یہودی قبیلہ بنو المصطلق کے تقریبا 11 آدمی مارے گئے اور 600 سے زائد قیدی بنے بنائے گئے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی اس میں قیدی بن کر مسلمانوں کے پاس آئیں جس وقت مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کے حصے میں آئی لیکن چونکہ وہ سردار کی بیٹی تھی اس لیے ان کو یہ بات گوارانہ تھی اس لیے انہوں نے حضرت ثابت بن قیس سے کتابت کا معاملہ کیا اور یہ طے ہوا کہ انیس اوقیہ سونا دے کر اسے آزادی مل سکتی ہے چنانچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور آپ ﷺ سے مدد طلب کی اور کہا کہ میں تو اب قیدی بن چکی اور میرے پاس اتنا اتنا مال نہیں ہے آپ میری اس سلسلے میں مدد فرمائیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ بات مناسب نہیں ہے کہ میں تمہارا بدل کتابت 19 اوقیہ سونا میں ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس بات پر رضامندی کے اظہار کیا اور حضور ﷺ سے نکاح پر آمادہ ہو گئی چنانچہ حضور ﷺ نے ان کا بدل کتابت ادا کیا اور حضور ﷺ نے ان سے شادی فرمالی بڑی بڑی عبادت گزار اور حضور ﷺ کی تابعدار تھی جنگوں میں اور غزوات میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہی ہیں اور یہ واقعہ بھی یا قیدی بنانے کا واقعہ بھی جنگ ہی کے حوالے سے تھا حضرت جویریہ رضی اللہ تعالی عنہا 50 ہجری میں ان کے انتقال ہوا ہے اور جنت البقیع میں ان کو دفن کیا گیا ہے ان کی عمر تقریبا انتقال کے وقت 65 سال تھیں۔[17]

حمنہ بنت جحش

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش کی بہن تھی حضرت حمنہ رضی اللہ تعالی عنہ صحابیہ تھی اور صحابی ہی کی بیوی تھی ان کی پہلی شادی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہوئی اور جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ کی غزوہ احد میں شہادت ہوئی تو اس کے بعد ان کی دوسری شادی حضرت طلحہ بن عبید اللہ جو مشہور صحابی عشرہ مبشرہ میں ہیں ان سے ہوئی مدینہ منورہ ہجرت کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ انصار اور مہاجرین خواتین کو بیعت کی تھی تو حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا نے بھی بیعت کی تھی غزوات میں بھی شریک ہوئیں اور کئی غزوات میں مسلمانوں کو پانی پلانے کے فرائض سرانجام دیے زخمیوں کا علاج کیا خاص طور پر غزوہ احد کے موقع پر مجاہدین کی اور مسلمانوں کی صحابہ کرام کی بڑی خدمت کی جنگوں میں اور غزوات میں مسلمانوں کی خدمت کے لیے بڑی بڑے شوق کے ساتھ شریک ہوتی تھی۔

جنگ میں خواتین کے احکامات

جنگ میں عورت کے حوالے سے دو خصوصی حکم ہیں۔ خواتین کو جنگ میں ملنے والی مال غنیمت میں حصہ نہیں دیا جائے گا۔ سوائے کچھ انعام اور فضل کے۔ جیسا کہ روایت میں آتا ہے

عن يزيد بن هرمز، قال: كتب نجدة إلى ابن عباس يساله عن كذا وكذا وذكر اشياء، وعن المملوك اله

في الفيء شيء، وعن النساء هل كن يخرجن مع النبي صلى الله عليه وسلم، وهل لهن نصيب؟ فقال ابن عباس :لولا ان ياتي احموقة ما كتبت إليه، اما المملوك فكان يحذى، واما النساء فقد كن يداوين الجرحى ويسقين الماء(18.)

یہ ایک روایت ہے۔یزید بن ہرمز سے کہ نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک مکتوب لکھا اور اس میں کئی چیزوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا اور ساتھ غلام کے بارے میں بھی انہوں نے سوال کیا کہ اگر غلام مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو تو مال غنیمت اس کو ملے گی یا نہیں اور اسی طرح عورتیں حضور ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھی تو ان کو مال غنیمت میں حصہ دیا جاتا تھا یا نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ جاہلوں جیسی حرکت کرے گا تو میں اس کو کوئی جواب نہ لکھتا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ غلام کو انعام وغیرہ دیا جاتا تھا یعنی باقاعدہ ان کا مال غنیمت میں حصہ نہیں ہوتا تھا اور عورتیں مسلمانوں کی خدمت کے لیے شریک ہوتی تھیں اور ان کو مال غنیمت نہیں دیا جاتا تھا۔

جنگ میں عورت کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے سوائے اس کے جو لڑائی کرنے اسے قتل کیا جائے گا۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: وجدت امراة مقتولة في بعض مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم" فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء، والصبيان("19)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

نتائج البحث

1. صحابیات کی جنگ میں شرکت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔
2. صحابیات نے اپنا اور قوم وملت کا دفاع کیا ہے۔
3. جنگ میں صحابیات کا کردار محض خدمت تک ہی نہیں تھا بلکہ انہوں نے لڑائی میں خوب حصہ لیا ہے۔
4. مذہب اسلام اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کا درس دیتا ہے۔
5. جنگوں اور غزوات میں خواتین کے کچھ خصوصی احکام بھی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

(1)النساء،4:71

Al Nisa, Al Aayah: 71

(2)آل عمران3:200

Al Imran, Al Aayah: 200

3)ترمذی ,محمد بن عیسی ،جامع الترمذی، مکتبہ رحمانیہ،لاہور، پاکستان ،ابواب الدیات،باب ماجاء من قتل دون مالہ فھو شھید ، ج:1،ص:394،رقم الحدیث1379

Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Jami' al-Tirmidhi, Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, Pakistan, Vol: 1, P: 394, Hadith No. 1379

4بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، الطاف اینڈ سنز، کراچی، پاکستان، 1429-2008،کتاب المغازی ،غزوۃ احد ،ج۔2،ص:1101،رقم الحدیث:4050

Bukhari, Muhammad bin Isma'il, Sahih al-Bukhari, Al-Taf & Sons, Karachi, Pakistan, 1429-2008, Vol: 2, P: 1101, Hadith No: 4050

5)النساء آیت نمبر188

Al-Nisa Ayah No. 188

6 صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوۃ الخندق وھی الاحزاب ،ج۔2،ص:1114،رقم الحدیث:4098

Sahih al-Bukhari, Vol: 2, P: 1114, Hadith No: 4098

7فخر الرازی، تفسیر کبیر، پاکستان، پشاور، مکتبہ حقانیہ،ج:2،ص:394

Fakhr al-Razi, Tafsir al-Kabir, Pakistan, Peshawar, Maktabah Haqqaniyyah, Vol: 2, P: 394

8فخر الرازی، تفسیر کبیر، پاکستان، پشاور، مکتبہ حقانیہ،ج:8،ص:255

Fakhr al-Razi, Tafsir al-Kabir, Pakistan, Peshawar, Maktabah Haqqaniyyah, Vol: 8, P: 255

9سورۃ البقرۃ،آیت نمبر218

Surah al-Baqarah, Ayah No. 218

10الصابونی، محمد علی، صفوۃ التفاسیر، کوئٹہ، مکتبۃ المنار، ج:1،ص:478

Al-Sabuni, Muhammad Ali, Safwat al-Tafasir, Quetta, Maktabah al-Manar, Vol: 1, P: 478

(11)ابوداؤد ,سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد ، مکتبہ رحمانیہ،لاہور، پاکستان،کتاب الجھاد ، باب کتابۃ العلم ،ج:2،ص:158،رقم الحدیث2532

Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, Pakistan, Vol: 2, P: 158, Hadith No. 2532

12امام ابن عبدالبر،الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل بیروت، کتاب کنی النسآء، باب الحاء، ج:4،ص:1932

Imam Ibn 'Abd al-Barr, Al-Isti'ab fi Ma'rifat al-Ashab, Dar al-Jeel, Beirut, , Vol: 4, P: 1932

13الجزری، ابن الاثیر، اسد الغابہ، فی معرفۃ الصحابہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی، ج:7،ص:309

Al-Jazari, Ibn al-Athir, Usd al-Ghabah fi Ma'rifat al-Sahabah, Beirut, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1st Edition, Vol: 7, P: 309

14 صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، ج۔2،ص:1103،رقم الحدیث:4064

Sahih al-Bukhari, Vol: 2, P: 1103, Hadith No: 4064

15 صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب من زار قوما فقال عندھم، ج۔2،ص:1763،رقم الحدیث:6281

Sahih al-Bukhari, Vol: 2, P: 1763, Hadith No: 6281

16ترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان، کتاب شمائل، باب ماجاء فی شرب رسول اللہ، ج:2، ص:737
Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Jami' al-Tirmidhi, Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, Pakistan, Vol: 2, P: 737

17) سنن ابی داؤد، کتاب العتق، باب فی بیع المکاتب اذا فسخت المکاتبۃ، ج:2، ص:192، رقم الحدیث3933
Sunan Abi Dawood, Vol: 2, P: 192, Hadith No. 3933

(18)ایضا، کتاب الجھاد، باب فی المراۃ والعبد یحذیان من الغنیمۃ، ج:2، ص:26، رقم الحدیث2727
Ibid, Kitab al-Jihad, Vol: 2, P: 26, Hadith No. 2727

(19) صحیح بخاری، تاب الجہاد، باب قتل النساء فی الحرب، ج:1، ص:814، رقم الحدیث:3015
Sahih Bukhari, Vol: 1, P: 814, Hadith No: 3015